ورفعنا لك ذكرك

حامد عبدالرحمٰن الکاف

خاتم الانبیا والمرسلین ہونے کے ناطے سیدنا محمد بن عبداللہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ان بہت سی خصوصیات سے سرفراز فرمایا ہے جن کا ذکر قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر وارد ہوا ہے مگر وہ اکثر دوسری سورتوں کے سیاق میں ہے۔ جہاں تک سورۃ الفتح اور سورۃ النصر کا تعلق ہے تو وہ آپؐ کی فتح و نصرت اور اس کے اسباب کے لیے خاص ہیں تو وہیں سورۃ الکوثر میں آپؐ کو خیر کثیر--- ہر معنیٰ میں' ہر وقت' دنیا اور آخرت میں خیر کثیر--- عطا کیے جانے کی بشارت اس طرح دی کہ اس کے پہلو بہ پہلو آپؐ کے دشمن کی جڑ--- خواہ کوئی کیوں نہ ہو' مادی ہو کہ معنوی--- کٹنے کی خوش خبری سنائی۔

اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ سورۃ الضحیٰ اور سورہ الم نشرح صرف آپؐ کی ذات بابرکات' اس سے اللہ تعالیٰ کا ہر لمحے تعلق--- نبوت سے مشرف ہونے سے قبل اور بعد کے تعلق--- کا مختلف پہلوؤں اور زاویوں اور وجوہات کے سبب اور آپؐ پر نظر خاص اور عنایت خاص کا ذکر ان دو سورتوں میں آیا ہے۔

سورہ کا نظم

سورۃ الضحیٰ اللہ تعالیٰ کا ہر لمحے آپؐ کے ساتھ ہونے' ساتھ دینے' نظر کرم رکھنے اور آپؐ پر اپنی مہربانیوں اور کرم فرمائیوں کی مسلسل بارش برسائے جانے سے عبارت ہے۔ اب رہی سورہ الم نشرح' تو وہ اگرچہ الضحیٰ کا تکملہ اور تتمہ ہے مگر اس میں آپؐ کی ذات بابرکاتؐ کے نبوی پہلو پر توجہ فرما کر اس سلسلے میں اللہ نے اپنی مہربانیوں اور کرم فرمائیوں کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی ساتھ اس غیر محدود اور غیر منقطع اجر کا بیان بھی کیا جو آپؐ کو عطا کیا گیا ہے۔

اسی میں اس عطائے عظیم کے ایک حصہ و جز--- محض ایک چھوٹے سے حصے اور جز--- کا ذکر بھی ہے جس کا وعدہ الضحیٰ میں یہ کہہ کر فرمایا تھا کہ بہت جلد تیرا رب تجھے اتنا کچھ عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو کر اس

عطا سے اور خود عطا کرنے والے رب سے راضی ہو جاؤ گے۔ (وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ الضحیٰ ۹۳:۵)

آگے چل کر سورۃ التین میں البلد الامین --- مکۃ المکرمہ --- کی قسم اس سرزمین طور سینا کے ساتھ کھا کر جس میں انجیر اور زیتون پیدا ہوتے ہیں، آپؐ کے شہر اور فلسطین مبارک کے اٹوٹ رشتے کی طرف اشارہ فرما کر یہ ثابت کیا کہ آپؐ اسی شجرۂ طیبہ و مبارکہ کا ثمرہ طیبہ ہیں جس کا مبارک سایہ فلسطین کی مبارک سرزمین سے لے کر مکہ مکرمہ کے حرم تک پھیلا ہوا ہے اور جس کا بیج ڈالنے والے ابوالانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔

علاوہ ازیں البلد الامین میں لطیف اشارہ ہے، اس مبارک شخصیت کی طرف، جس کے باشندے آپؐ کو الصادق الامین کہہ کر یاد کیا کرتے تھے۔ یوں یہ شہر بھی امانت دار قرار پایا اور اس کا ایک باشندہ بھی امانت دار ہونے کی صفت سے متصف ہوا۔

یہ وہ امانت ہے جس کو خانۂ کعبہ اور سیدنا اسماعیلؑ کی شکل میں سیدنا ابراہیمؑ نے مکہ مکرمہ میں چھوڑا تھا اور جو اس شخص کے حوالے کی گئی جو ہر پہلو سے امانت دار ہونے کے ناطے اس کو اٹھانے، اس کی حفاظت کرنے اور اس کے حقوق ادا کرنے کا ہر طرح مستحق اور قابل تھا۔ یہ توحید اور عبودیت کی امانت ہے جس کو ایک لفظ ''الاسلام'' میں ادا کیا جاتا ہے اور جس کا پیغام لے کر آپؐ کو خاتم المرسلینؐ کی حیثیت سے معبوث کیا گیا۔ اس پیغام کو اور اُس امانت کو جس کسی نے دل و جان سے قبول کیا اور اس کے حقوق حتی الامکان ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی تو وہ اسفل السافلین میں شمار کیے جانے سے بچ کر نہ ختم ہونے والے اجر کا مستحق قرار پایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ عدل کے ساتھ فیصلہ کر کے اجر عطا کرنے والا ہے۔ (التین ۹۵:۵-۸)

معانی و مطالب

سورہ الم نشرح کا آغاز آپؐ پر اس بے مثال اور بے نظیر احسان سے ہو رہا ہے جس کو شرح صدر کا نام دیا جاتا ہے۔ اگر ہم اپنے آپ سے یہ سوال کریں کہ انبیا کرام علیہم السلام میں سے صرف آپؐ کو اس خصوصیت سے کیوں خاص کیا گیا تو اس کا جواب از خود سامنے آجائے گا۔

خاتم الانبیاءؐ والمرسلین ہونے کی وجہ سے آپؐ اس لمحے سے جب آپؐ پر غار حرا میں اقرا باسم ربك الذی خلق (پڑھ اپنے اس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ العلق ۹۶:۱) نازل ہوئی، اس لمحے تک جب صور اسرافیل پھونکا جائے گا، آپؐ سارے ہی جن و انس کے نبیؐ اور رسولؐ بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ بالفاظ دیگر آپؐ ہزاروں سال پر پھیلے ہوئے زمینی فاصلے پر لاتعداد جن و انس کے لیے رسولؐ اور نبیؐ بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ یہ زمان و مکان اور وہ لامحدود تعداد جن و انس اور ان کی ہدایت اور نجات، فلاح و بہبود کے مسائل اور اس راہ

میں شیطان اور اس کے چیلوں کی ریشہ دوانیاں اور ان سے پیدا ہونے والی رکاوٹیں، اور پھر بدلتے ہوئے وقت کے ساتھ ساتھ، ساری ہی دنیا میں، جو دُور رس اور پیچیدہ تبدیلیاں وقوع پذیر ہونے والی تھیں، اور ان سے جو فکری، مادی، اخلاقی اور دینی فتنے اور فساد پیدا ہو کر پھیلنے والے تھے، ان کو اپنے دل و دماغ اور روح اور جسم میں سمانے اور ان کا مقابلہ کرنے، اور ان سے نمٹنے کے لیے ایک اُمت وسط پیدا کرنے، اور اپنے پیغام کو آخری لمحۂ دنیا تک جاری و ساری رکھنے اور اس کے اس لامحدود اور نامعلوم عرصے تک برقرار رکھنے کے لیے ایک ایسے دل کی ضرورت تھی جس میں یہ نامعلوم، غیر محدود اور ان گنت امور اور مسائل سما سکیں۔

اس لیے آپؐ کے شرح صدر، خواہ وہ مادی ہو یا معنوی یا مادی اور معنوی دونوں ہی سے عبارت ہو، کی ضرورت تھی۔ اس کے بغیر یہ غیر محدود ذمہ داریاں جو نامعلوم زمان و مکان تک پھیلی ہوئی تھیں اٹھائی ہی نہیں جا سکتی تھیں۔ اس لیے آپؐ کے قلب مبارک میں وسعت پیدا کی گئی کیونکہ معمولی انسانی دل میں یہ امور سما ہی نہیں سکتے تھے اور نہ آج اور تا حیات سما سکتے ہیں۔ اگر بالجبر ان کو کسی معمولی انسانی دل میں سمونے کی کوشش کی بھی گئی تو وہ دل ہی پھٹ پڑے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عام انسانی دل ان لامحدود امور، مسائل اور ذمہ داریوں کو سہارنے کے لیے بنا ہی نہیں ہے۔ یہ اس کے بس کا روگ ہی نہیں ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ حضورؐ ان امور کی وسعتوں، گہرائیوں اور لامحدودیتوں کی وجہ سے اندر ہی اندر گھلے جا رہے تھے۔ یہ سوچ سوتے جاگتے، کھاتے پیتے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے ہمہ وقت آپؐ کا پیچھا کرتی رہتی تھی، جب کہ عالم یہ تھا کہ آپؐ معمول کی نبوی اور انسانی ذمہ داریاں پوری کرنے میں دل و جان سے جتے ہوئے تھے۔ اس ناقابل برداشت بوجھ تلے آپؐ کی کمر بیٹھی جا رہی تھی۔ عین ممکن تھا کہ آپؐ سخت بیمار ہو جاتے یا کسی لاعلاج مرض کا شکار ہو جاتے۔ اس لیے لطف ربانی نے آپؐ پر، آپؐ کی اُمت مرحومہ پر اور ساری ہی انسانیت پر تا قیامت مع عالم جن، رحم کی بارش کی اور آپؐ کے دل کو اتنی لامحدود زمانی و مکانی، وسعتوں سے روشناس فرمایا کہ ختم نبوتؐ کا کارہاے ناممکن آپؐ کے لیے بہت ہی آسان ہو گیا۔ آپؐ کے دل و دماغ سے یہ بوجھ اور دباؤ ہٹ گیا اور اس کرم ربانی کی وجہ سے آپؐ ان امور کو قابل عمل اور قابل حصول سمجھنے لگے۔ آپؐ کی ہمت اور حوصلہ بڑھا اور آپؐ اپنے مشن کو کامیاب بنانے کے لیے مزید دل و جان اور روح و جسم کے ساتھ لگ گئے۔

ان حقائق کی طرف ہمیں قرآن مجید میں واضح اشارات ملتے ہیں:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ○ (الحجر ۱۵:۹) رہا یہ ذکر، تو اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ

شَهِيْدًا ○ (البقرہ ۲:۱۴۳) اور اسی طرح تو ہم نے تم مسلمانوں کو ایک ''اُمت وسط'' بنایا ہے تا کہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ (التوبہ ۹:۳۲) اور اللہ اس امر پر پوری طرح جما ہوا ہے کہ وہ اپنے نور (ہدایت) کو ہر سُو پھیلا کر ہی رہے گا خواہ یہ بات کافروں کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان تین آیتوں میں ان راہوں کی نشان دہی کی گئی ہے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل و دماغ کو سکون سے آشنا فرمایا۔ آپؐ کو اس کی تاکیدیں کی کہ اے محمدؐ! تمھاری وفات کے بعد اور تمھاری زندگی میں بھی ہم اس قرآن عظیم' اس کے معانی اور اس کے پیغام کی حفاظت کریں گے۔ تم اس معاملے سے بالکل ہی بے فکر ہو جاؤ اور اس پر غور و فکر اور اپنے آپ کو پریشان کرنا بالکل ہی ترک کر دو۔ وہ اس لیے کہ ہم نے تمھارے مبارک ہاتھوں اور تمھاری مبارک نگرانی میں ایک ایسی اُمت پیدا کرنے' اس کو جاری رکھنے اور اس کی آبیاری کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے جو اس پیغام اور اس کی ذمہ داری کو جس سے ہمارا قرآن عبارت ہے' بحسن و خوبی تمھارے بعد نبھائے گی۔ یہ پیغام اب ایک فرد ہی کا پیغام نہیں رہا ہے بلکہ اس کے لیے ایک اُمت کھڑی ہونے والی ہے جو اس کے لیے مر مٹنے والی ہوگی۔ یہ اس کے تمھارے بعد تا قیامت جاری و ساری رہنے کی بہترین ضمانت ہے۔

یہ بات بیان فرما کر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مزید اطمینان دلایا کہ ہم' خالق کائنات' خالق بشر اور خالق جن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنا نور' جس کو قرآن کی شکل میں ہم نے تم پر نازل کیا ہے' قیامت تک دنیا میں ہر سُو پھیلاتے ہی رہیں گے۔ اس کے لیے ہر قسم کے اسباب مہیا کریں گے اور تمھاری اُمت کو وقت بوقت کمک پہنچاتے ہی رہیں گے تا کہ ہمارا نور ہر جن و انس تک پھیل سکے اور پہنچ سکے۔ تم تو جانتے ہی ہو اے محمدؐ! کہ ہم اس کائنات کے جن و انس کے' یکہ و تنہا خالق اور مالک ہیں۔ اس لیے ہمارے اس ارادے میں کوئی بھی حائل ہو کر کھڑا نہیں ہو سکتا خواہ وہ کفار جن و انس اور شیاطین کی ان گنت فوجیں ہی کیوں نہ ہوں۔ ہم ان کو تن تنہا شکست دینے پر قادر ہیں۔ اس لیے یہ امر ہر طرح سے مضبوط و محکم ہے۔ اس کے سارے انتظامات بذاتِ خود ہم نے کیے ہیں۔ لہٰذا اب تم اطمینان و سکون اختیار کرو اور اپنے کام میں مزید دلجوئی سے لگ جاؤ۔

رفع ذکر

آپؐ کا اجر و ثواب' اس دنیا اور آخرت میں' اُن لامحدود ذہنی' فکری' روحانی اور جسمانی مصیبتوں اور تکلیفوں کے مقابلے میں جو آپؐ نے روزِ اوّل سے نورِ حق کو پھیلانے کے لیے اٹھائیں وہ بھی' رب کریم کی

طرف سے، لامحدود اور ان گنت ہے۔ اس کو بھی شمار کرنا اور گنتی میں لانا ناممکن ہے کیونکہ اس اجر و ثواب کو شمار کرنے کی کوئی ایسی صورت نہیں کہ اس کا صحیح اندازہ لگایا جاسکے۔ اس کا احاطہ انسان کی محدود قدرت سے باہر ہے۔ اس کی وجہ آپؐ کا رفع ذکر ہے۔ اس کی وہ شکلیں، جو اس خاکسار کے نوک قلم پر اس وقت آسکی ہیں وہ یہ ہیں:

○ رفع ذکر کے معنی ذکر کو اُونچا اور بلند کرنا ہے۔ اس کی سب سے زیادہ موثر اور واضح شکل اس کلمۂ طیبہ میں ظاہر ہوتی ہے جو کسی شخص کے مسلمان ہونے یا اسلام قبول کرنے کے وقت زبان سے ادا کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے: اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا عبده ورسوله (میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور الٰہ نہیں ہے اور اس بات کی (بھی) شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسولؐ اور بندے ہیں۔ اس کو کلمۂ شہادت بھی کہتے ہیں۔

اس میں، رفع ذکر کا یہ پہلو ہے کہ اللہ جل جلالہ کے نام پاک کے ساتھ اور پہلو بہ پہلو اس کے محبوب ترین بندے کا نام بولا اور لکھا جاتا ہے۔ یہاں عبودیت (عبد/ بندہ) الوہیت کے پہلو بہ پہلو جگمگا رہی ہے۔ سبحان اللہ وتبارک اللہ۔ اس سے بڑھ کر اور کس طرح ذکر کو بلند کیا جاسکتا ہے!

اس کلمۂ شہادت کا ایک پہلو یہ ہے کہ یہ اسلام میں داخل ہونے کا دروازہ ہے۔ یہ دروازہ صرف اس شخص پر کھلتا ہے جو نہ صرف الوہیت الٰہی کا اعلان کرے اور اس کی شہادت دے بلکہ اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ ہونے کا اقرار، اعلان کرنا اور اس کی شہادت بھی دینا پڑتی ہے۔ اگر وہ صرف الوہیت الٰہی کا اعلان کرنے پر اکتفا کرے اور رسالت محمدیؐ سے انکار کرے، پہلوتہی کرے، یا چشم پوشی کرے، تو پھر وہ مسلم نہیں ہوسکتا ہے۔ گویا الوہیت الٰہی اور رسالت محمدیؐ دونوں ہی کی شہادت لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتی اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی شرط اول ہے۔

○ اس اعلان شہادت کے کچھ ہی دیر بعد اذان کا وقت آپہنچتا ہے اور اس میں اشهد ان محمدًا رسول الله (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں) ایک بار نہیں دو بار کہا جاتا ہے۔ اگر وہ تنہا ہوگا تب بھی اذان میں دو بار رسالت محمدیؐ کی شہادت کا پوری قوت کے ساتھ اعلان کرے گا اور اگر وہ موذن کی آواز سن رہا ہوگا تو اس کو اذان کے باقی اجزا کے ساتھ دوبارہ دہرائے گا۔ اذان کے بعد وہ اپنے رب سے یہ دعا کرے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو الوسيلة اور الفضيلة عطا فرمائے اور آپؐ کو مقام محمود پر فائز کردے جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔

یہ دعا پوری محبت، منت و سماجت اور لجاجت سے ہر مومن اور مسلم ہر اذان کے بعد کرتا ہے۔ کیونکہ

فرمایا کہ اس دعا سے قیامت کے ہولناک دن آپؐ کی شفاعت اس کے حق میں واجب ہو جاتی ہے۔ اس شفاعت کے مستحق ہونے کے لیے اور اس ہولناک دن کی ناقابل تصور اور ناقابل برداشت ہولناکیوں، تکلیفوں اور پریشانیوں سے نجات پانے کے لیے ہر شخص دل و جان سے یہ دعا کر کے آپؐ کا نام دل و جان سے لیتا ہے۔

○ نماز کے لیے وضو ضروری ہے اور وضو کے بعد قبلہ رو کھڑے رہ کر کلمۂ شہادت ادا کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ اس لیے ہر مومن وضو کے بعد، دن اور رات میں کم از کم پانچ بار آپؐ کا نامِ نامی اور اسمِ گرامی کلمے میں دہراتا رہتا ہے۔

○ نماز میں تشہد ناگزیر ہے جس میں السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته ہر نمازی --- مرد، عورت، بچہ اور بچی --- پڑھتے ہیں، آپؐ پر سلامتی بھیجتے ہیں اور پھر کلمۂ شہادت میں آپؐ کا نام لے کر یہ کہتے ہیں کہ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

یہ فرائض میں نو بار اور سنتوں میں بے شمار بار ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فرائض اور سنتوں میں درودِ ابراہیمی میں دو بار آپؐ پر آپؐ کی آل پر صلاۃ اور برکت کی دعا مانگی جاتی ہے۔ اس کے بعد نماز کے خاتمے پر جو دعا کی جاتی ہے اس کو بھی آپؐ پر سلام اور صلاۃ پر تمام کرنا ایک امر ضروری ہے۔

آپ ان پانچوں وقتوں، مقاموں اور موقعوں پر ۲۴ گھنٹوں میں آپؐ کے نام کے وارد ہونے اور آپؐ پر درود و سلام بھیجے جانے اور آپؐ کے اور آپؐ کی آل کے لیے دعا کیے جانے کا شمار کریں۔ کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہ ان گنت گنتی ہے جو شمار میں نہیں آ سکتی ہے۔

○ اس پر سونے پر سہاگہ وہ حکم ربانی ہے جس کا آغاز اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ فرما کر کیا کہ اے مومنو! اللہ اور اس کے ملائکہ نبیؐ پر صلاۃ بھیجتے ہیں اور تم کو بھی میں حکم دیتا ہوں کہ تم بھی اپنے پیارے نبیؐ اور رسولؐ پر صلاۃ و سلام بھیجو۔ اس صلاۃ و سلام کا نہ تو کوئی وقت ہی مقرر ہے اور نہ کوئی جگہ ہی متعین ہے اور نہ کوئی موقع محل تحدد ہے۔ انسان جب اور جہاں چاہے اللہ سے یہ دعا کر سکتا ہے خصوصاً اس وجہ سے بھی کہ آپؐ نے فرمایا کہ جس کسی نے میرا نام سن کر مجھ پر صلاۃ و سلام بھیجا تو اللہ اس پر ایک بار کے بدلے ۱۰ بار صلاۃ و سلام بھیجتا ہے اور اس کا ذکر اس سے بہتر مجلس، یعنی ملائکہ کے درمیان کرتا ہے۔

خدارا اب آپ ہی بتائیے کہ کون نہیں چاہے گا کہ اس پیارے نبی و رسولؐ کا ایک بار نام لے کر اپنا ذکر --- اور وہ بھی اپنے خالق کی زبانی --- ملائکہ کے درمیان ہونا پسند نہ کرے؟ یہ تو خیر ہی خیر اور نفع ہی نفع ہوا۔ اس لیے ہر مومن چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، کھاتے پیتے اور کاروبار سرانجام دیتے ہوئے اپنے پیارے

نبی اور رسولؐ پر درود وسلام بھیج کر اپنا ذکر اپنے رب کی محفل میں کروالیتا ہے۔ صلاۃ وسلام ہو اس پیارے نبیؐ اور رسولؐ پر جس پر صلاۃ وسلام بھیجنے سے گناہ گار بندوں کا ایک بار کے بدلے ۱۰ بار ذکر دربارِ الٰہی میں ہوتا ہے۔

آپ دیکھیں کہ ثواب کے خواہاں لوگ ہمیشہ ہی صلاۃ وسلام نبی و رسول میں لگے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ بات بالکل صحیح اور سچ دکھائی دیتی ہے: اللّٰہ اللّٰہ خیر ماصلّٰی (اللہ اللہ یہ کتنی خیر کی بات ہے کہ نبیؐ پر صلاۃ وسلام بھیجا جائے)۔ یقیناً یہ بہترین عمل ہے اور خوش بخت اور خوش قسمت ہونے کی علامت ہے۔

- لاتعداد مسلمان محض خیر و برکت اور خوش بختی کی خاطر اپنے بچوں کا نام "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھتے ہیں۔ فطری طور پر لوگ اس بچے کو پیدایش سے لے کر موت اور موت کے بعد بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کے نام پکارتے، بلاتے اور لکھتے ہیں۔ آپ تصور کریں کہ دن و رات کے ۲۴ گھنٹوں میں سارے عالم میں آپؐ کی اُمت کے افراد کے ذریعے سے کتنی بار یہ نام مبارک بولا اور لکھا جاتا ہے۔ کیا آپؐ تصور کر سکتے ہیں اور گن سکتے ہیں؟ یقیناً نہیں۔
- پیدا ہوتے ہی مسلمان لڑکے اور لڑکی کے کان میں اذان دے کر اللہ خالق تبارک و تعالیٰ کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے کی آواز گزاری جاتی ہے۔ گویا یہ نقشِ اول ہے جو بٹھایا جا رہا ہے۔ یہی وہ بات ہے جس کی تمنا ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کرتی ہے کہ اس کی موت اور اس کا آخری کلام: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو۔

غور کیجیے کہ مشرق سے مغرب تک دن رات میں کتنے بچے اور بچیاں پیدا ہو کر آپؐ کا نام موذن کی زبان سے نکلواتے ہیں اور پھر ان کو اپنے اپنے کانوں میں بٹھا لیتے ہیں تاکہ موت کے وقت بھی وہ ان کے کانوں میں بیٹھا رہے اور زبان سے صادر ہو۔

اللہ اللہ یہ کیا رفع ذکر ہے! کیا اس کی کثرت اور بلندی ہے، اور کیا اس کے لیے محبت بھری سبقت ہے! جو نطق کلمہ اور پیدایش سے شروع ہو کر موت اور موت کے بعد تک بھی ہر فرد، مومن مرد اور عورت کے ساتھ لگی رہتی ہے اور اس کو اور اس کی زندگی اور موت اور مابعد الموت تک اس کو خیر و برکت اور خوشی اور مسرت اور خوش بختی اور خوش قسمتی سے ہم کنار کرتی اور ہم کنار رکھتی ہے۔

اطمینان قلب اور تقویت ایمان

فرمایا کہ اے محمدؐ! تم آج دشمنوں کی کثرت، قوت و طاقت اور اپنے ساتھیوں کی قلت اور کمزوری دیکھ کر دل شکستہ اور پریشان نہ ہو۔ یہ بہت جلد پلٹا کھا کر ختم ہو جانے والا ہے۔ کیونکہ ہم نے اس دنیا میں ایک محکم سنت یہ جاری کر رکھی ہے کہ ہر قلت کے بعد کثرت، ہر تکلیف کے بعد راحت اور ہر تنگی کے بعد فراخی اور

ہر شدت کے بعد آسانی اور ہر رات کے بعد اُجالا آئے گا۔ اس لیے عالم اسباب کے تقاضے پورے کرتے ہوئے تم اور تمھارے ساتھی اس نور کو پھیلانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دو' دن رات ایک کر دو' اور اپنی جانوں پر کھیل جاؤ اور ان کو داؤ پر لگا دو۔ اس کا انجام کیا ہوگا؟ تم دیکھو گے کہ بہت جلد اہل عرب جوق در جوق اور فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہوں گے اور تمھاری اطاعت کو قبول کریں گے۔ پرچم توحید سربلند ہو کر لہرائے گا اور پرچم کفر و شرک سرنگوں ہوگا۔ تمھاری تگ و دو بالآخر اپنا رنگ دکھائے گی اور تمھاری محنت و مشقت ثمرآور اور بارآور ہوگی۔

اس حقیقت کو دہرا کر' یعنی دو آیتوں میں بیان کر کے اور وہ بھی صیغہ اسمیہ کی صورت میں بیان کر کے اس کی حتمیت کی طرف اشارہ فرمایا۔ (فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ (الم نشرح ۹۴:۶-۷)

مزید فرمایا کہ اس جدوجہد کے لیے اور جاں گسل سفر کا اگر کوئی کارآمد زادِ راہ ہے تو وہ ہے اپنے رب کی عبادت میں' جب بھی فرصت ملے اور موقع ملے' دل لگانا جس کی بہترین شکل پوری رغبت اور محبت اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھنا ہے۔ اس لیے رکوع و سجود کرتے رہو اور نئی طاقت و قوت حاصل کرتے رہو اور اپنی عبودیت کا اظہار کرتے ہوئے میری الوہیت کا ڈنکا بجاتے رہو۔

یہ دو آخری نصیحتیں عام طور پر ہر اُمتی کے لیے دائمی اور ابدی ہدایات ہیں مگر وہ ان لوگوں کے لیے سرمدی ہدایات اور ارشادات ہیں جو اپنی زندگیوں کو نورِ حق ہر سُو پھیلانے کے لیے وقف کر دینا چاہتے ہیں اور انسان کو انسانوں کی غلامی سے آزاد کرا کر اللہ تعالیٰ کی بندگی میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب بندے محمد بن عبداللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی راہ ہدایت پر چلنے اور دوسروں کو راہ حق پر چلنے کی دعوت دینے کی ہمت اور طاقت عطا فرمائے' اور آپ کی اُمت کو سربلند کرے اور کامیابیوں سے سرفراز فرمائے' اور آپؐ کے اور آپؐ کی دعوتِ حق کے دشمنوں کا سر نیچا کرے۔ آمین!

اس رسالے میں اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات کی کوئی ذمہ داری **ترجمان القرآن** کی انتظامیہ کی نہیں ہے۔ (ادارہ)